چہ گویم با تو گر آئی جہاد در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۴؎

فہرست مضامین

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۔ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰
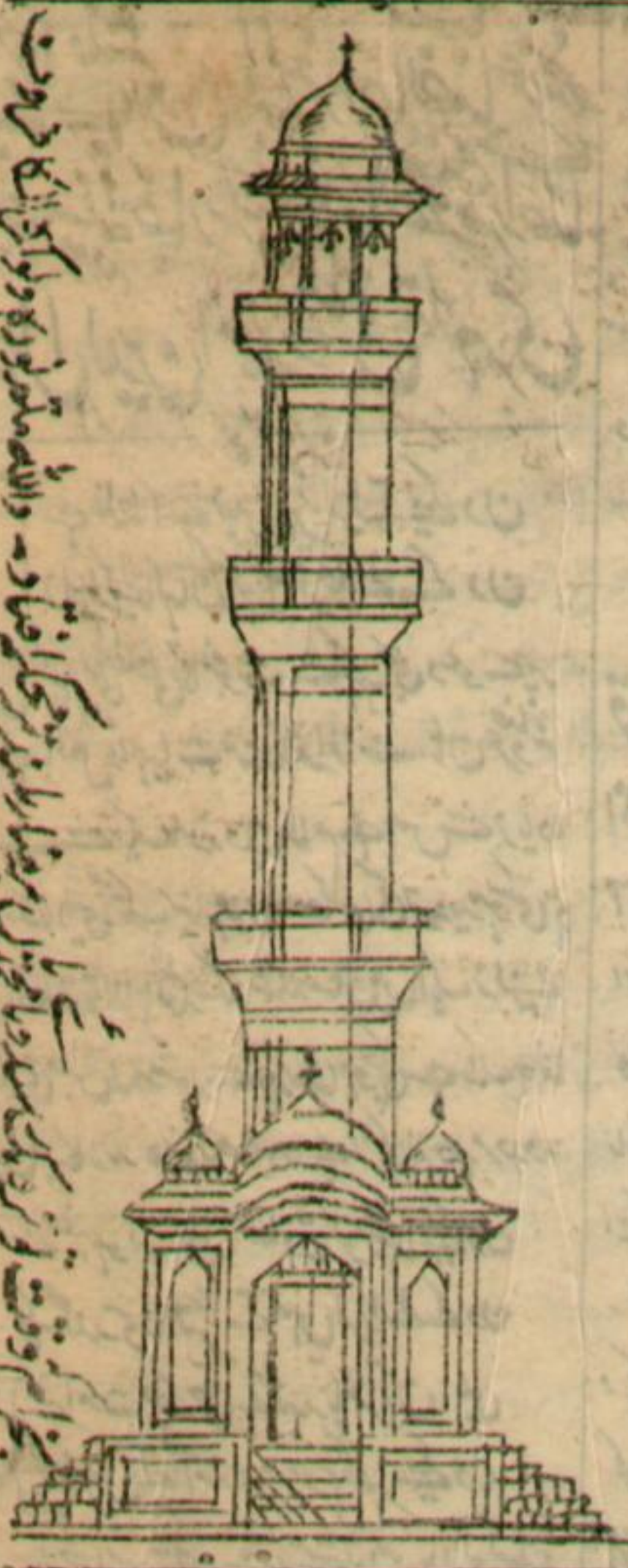
دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور ناساز رہی - تکلیف درد پا کی ہے - نقرس کا درد بتایا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ رحم فرمائے - اس تکلیف میں بھی آپ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں -

۲- صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور گئے ہیں -

۳- موسم برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے - ہفتہ زیر اشاعت میں تقاطر ہوتا رہا -

۴- ہفتہ زیر اشاعت میں خواجہ صاحب اور حکیم محمد حسین قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے -

احمد نور کا مقدمہ

احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرصہ سے کوئی خبر نہیں دی گئی اسکی وجہ یہہ تھی کہ فریق ثانی نے مقدمہ منتقل کرالیا - جس کے متعلق چیف کورٹ میں جانا پڑا جہاں سے مقدمہ ... سردار غلام حیدر خاں صاحب ہی کے پاس واپس آیا - ۲۱ - جون ۱۹۰۶ء کو بمقام گورداسپور پیش ہوا - فریق ثانی نے لالہ ... کے ذریعہ چونکہ منت سماجت کی اور ہر طرح معافی چاہی اسلئے حضرت اقدس نے از راہ کرم و لطف احمد نور کو معاف کر دینے کا حکم دیا - جس نے مقدمہ میں پیروی چھوڑ دی - ۲۲ - جون کو سردار صاحب نے قادیان آ کر موقعہ کا ملاحظہ کیا اور بقیہ شہادت صفائی لی - کچھ گواہ باقی ہیں جنکے لئے ۱۷ - جولائی مقرر کی ہے -

امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر

گذشتہ اشاعت میں مینے ظاہر کیا تھا کہ ہیڈ آفس کی وہ کتاب جس پر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہو گئی ہے مینے یہہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس کتاب کا جلد از سر نو طیار ہو جانا قرین قیاس ہے - چنانچہ خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب نے اپنی غیر معمولی مستعدی اس معاملہ میں دکھائی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور طیار ہو چکی ہے لیکن اس کی نوعیت اور ایک خاص امر جسکا مجھے علم ہے ظاہر کر دیگا کہ یہ کتاب نئی طیار ہوئی ہے - صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس پر نوٹس لیں گے تو وہ خاص نکتہ ظاہر کر دیا جاوے گا -

آج میں ایک اور خطرناک اندھیر کا ذکر کرتا ہوں جو سرکاری روپیہ کے غبن کی حد تک پہونچا ہے یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ کھٹائی میں پڑا رہے -

۲۳ - جون ۱۹۰۶ء کو صدر دفتر سے ۱۵؎ کے ٹکٹ منشی مولا بخش سب پوسٹماسٹر کون ہال کو بھیجے گئے اسنے غلطی سے ۲۵؎ کی بجائے ... انکا لیجر کر لئے - اور کئی دن تک متواتر یہ غلطی کاغذات میں چلتی رہی - اندر ہی اندر سمجھوتہ کر لینے کی طیاریاں ہو رہی تھیں - بہر حال کاغذات اس راز کو کھول دینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب فوری نوٹس لیں - میں اس کے بعد اور عجیب عجیب معاملات ظاہر کروں گا -

امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ

مجھے ۲۷ - جون ۱۹۰۶ء کو اتفاقاً امرتسر ہیڈ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا - اور ایک گھنٹہ تک میں نے دفتر کے حالات ادھر اودھر پھر کر معلوم کئے میں اگلی اشاعت میں ان معلومات کو ظاہر کرونگا -

درخواست نکاح

{ ایک احمدی قریشی نوجوان عمر ۲۲ سال

بر سر روزگار تنخواہ ۲۵؎ ماہوار - شادی کرنے کا خواہشمند ہے - اسکی نسبت ہو چکی ہے مگر لڑکی کے والدین اس کو احمدیت سے توبہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ اس نسبت کو احمدیت پر قربان کرتا ہے - اور کسی احمدی خاندان میں نکاح کا خواہشمند ہے مفصل حالات کے لئے ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کرو -

۲- سید احمد نور مہاجر کابلی نوجوان مخلص بھائی ہے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید مرحوم کا وفادار خادم ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اسکی شادی ہونے پر بہت خوش ہونگے - بڑے متقی - جفاکش محنتی اور معقول آمدنی رکھتا ہے مستقل طور پر قادیان میں بسا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس آئیں -

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) منشی عبد الواحد خان صاحب احمدی سیالکوٹی کی والدہ فوت ہو گئی ہے -

(۲) بابو عبد الحکیم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کالکے کی اہلیہ ۲۳ - جون کو اس جہان سے کوچ کر گئی ہے - اس کا بھی جنازہ غائب پڑھا جاوے -

سکے، غلام بھی پیارے لگتے ہیں پھر چھوٹے بھائیوں سے جو تقاضائے محبت ہے اسکا اندازہ ہر آدمی اپنی تجربہ محبت کی بنا پر لگا سکتا ہے۔ لہذا آریوں کو چاہئے کہ برہمن کہتری چوڑہ چمار وغیرہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک دبرتاؤ رکھیں کیونکہ یہ کل جیو بوجہ یتیں ہونے کے ایشور کے رشتہ دار ہیں اور اس رشتہ داری میں سوامی جی مہاراج کے نزدیک جیو کا نیک یا اعلےٰ خاندان سے ہونا شرط نہیں بلکہ اس امر میں ہر انسان وحیوان برابر ہے پس ایشور کے چھوٹے بھائیوں کو مناسب نہیں کہ کھانے پینے میں بے اتفاقی اور بدسلوکی پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ ہے توحید اس قوم کی جسکی نظر میں تمام دنیا بت پرست ہے۔ تعصب بھی کیسی بری بلا ہے اس توحید کے مدعی دوسروں پر اعتراض کریں۔

(باقی آئندہ)

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

سوامی جی، منشی رام

ذیل میں ایک عجیب مضمون درج کیا جاتا ہے اسکے عنوان میں ضرب کی علامت دی گئی ہے جسکا مفہوم مضمون پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو جاویگا۔ فی الحقیقت یہ امر فیصلہ طلب ہے کہ دونوں میں سچا کون ہے؟

(ایڈیٹر)

لالہ مہاتما منشی رام سابق پریذیڈنٹ پرتی ندھی سبھا پنجاب اپنے اخبار ست دہرم پرچارک جالندھر شہر مورخہ ۲۱ - ہاڑ سمت ۱۹۶۳ بکرمی صلا کالم ۳ میں اس طرح خامہ فرسائی کرتا ہے۔ وھو ھذا۔

"ہمیں یاد ہے کہ چند سال ہوئے ایک معزز کالج پارٹی کے لیڈر کے ساتھ آریہ سماج میں رشی دیانند کی پوزیشن پر ہماری بحث ہوئی اثنار گفتگو میں ہمارے بزرگ بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی ہر ایک بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ انکی کئی باتیں صاف طور پر سائنس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا یہ عقیدہ ہے کہ کل اجسام فلکی آباد ہیں لیکن سائنس کو اس کی تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض کیا کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائنس دانوں کی کوئی نشچت رائے نہیں۔ لیکن ہمیں وشواس ہے کہ جب سائنس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس معمہ کو حل کر سکیں۔ تو ان کا فیصلہ مہرشی دیانند کے حق میں ہوگا۔ حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا کہ لنڈن کی رائل انسٹی ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے

پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے۔ تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے مکھ سے بے اختیار یہ شبد نکلے۔ کہ درنیترو رتشتا رشی کا واکیہ نرا تھک نہیں ہو سکتا۔ پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بار و ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں۔ جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندر ما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے۔ جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔ اس وشے پر رشی واکیہ یہ ہے۔ تینتیس دیوار ہتات پرتھوی جل اگنی وایو آکاش چندر ماسوریہ اور نکشتر سب سرشٹی کا نواس استھان ہونے سے آٹھ دسو یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے۔ کہ سرشٹی شبد کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش پرکار کی رچنا کے"، ختم شد۔

ہم نے سچائی ظاہر کرنے کی خاطر دیانندی مہاتما کا مضمون حرف بحرف نقل کر دیا ہے کیونکہ ہمارا اصل مدعا یہی ہے کہ دشمن اپنا پورا زور لگالے تاکہ ہم ایک ہی دفعہ اس کا سر کچل کر رکھ دیں۔ ناظرین مندرجہ بالا مضمون سراسر جھوٹ کا ڈھیر ہے۔ آپ غور سے دلائل سنئے۔ اور ان کو اپنی کانشنس سے پرکھئے۔ اس مضمون میں کئی باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں۔

اول تو یہ کہ کالج پارٹی کے نزدیک دیانند کی کئی باتیں سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں اسلئے پنڈت دیانند صاحب کو اپنی تعلیم کی سچائی پہلے سماجیوں پر ہی ثابت کرنی دشوار تھی بجائے اسکے کہ انکی تعلیم کو غیر مذاہب کے سامنے رکھ کر اسے سچا کہا جاوے۔ میری دانست میں کالج پارٹی اس معاملہ میں بالکل سچی ہے کیونکہ سوامی جی کی کئی باتیں نہ صرف سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ اخلاق اور تہذیب کے خلاف بھی کئی موجود ہیں جیسے نیوگ وغیرہ۔ خلاف عقل تو اسکے قریباً سارے ہی مسئلے ہیں۔ مگر نمونتاً ہم ایک درج ذیل کرتے ہیں۔ پنڈت جی سنسکار ودہی مترجمہ دیوی دیال مطبوعہ سورج پرکاش کے ص۴۷ پر لکھتے ہیں کہ جن مہاشوں کو لڑکے کی اچھیا ہو وہ ۶ - ۸ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۴ - ۱۶ - ان چھ راتوں میں اور جنکو لڑکی کی اچھیا ہو وہ ۵ - ۷ - ۹ - ۱۵ - ان چار راتوں میں عورت سے جماع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اصول از سرتا پا خلاف عقل اور بالکل لایعنی ہے۔ ورنہ

کئی مہاشے جنکو لگاتار لڑکیاں مل رہی ہیں۔ پنڈت جی کے اس نسخہ کا ضرور ہی استعمال کر کے لڑکے لے لیا کرتے اور لڑکیاں ہونے کی صورت میں نیوگ کا نسخہ استعمال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔

اس سے آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ ہم نے آس مانس خور کو جواب دیا کہ اجسام فلکی میں آبادی کے مسئلہ پر سائنس دانوں کی کوئی پختہ رائے نہیں لیکن بعد چندے وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر سوامی جی پہونچے ہیں۔

محقق کے نزدیک ایسی صورت کی موجودگی میں دیانندیوں کو کوئی حق نہیں کہ اسلام کے ان روحانی اسرار و الہامی باتوں پر جو عقل انسانی سے بالاتر ہوں اور جنپر ابھی انسانی تحقیقات حاوی نہ ہو سکتی ہو اعتراضات لاطائل کریں۔ جبتک کہ سائنس کا کوئی معیار قایم نہ کر لیں۔ جب خود سائنس دانوں کے نزدیک معیار سائنس مقرر نہیں ہوا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنا جہالت ہے ہم آگے چل کر موقع پر بتاوینگے کہ جس سائنس دان کی آڑ میں ہمارے مہاتما نے دیانند جی کے ایک اصول کو سچا بتانے کی کوشش کی ہے اسکی تحقیق دیانندی تعلیم پر کونسی پھیر رہی ہے۔

آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے باز و ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ محقق کے نزدیک یہ تو تعلیم دیانندی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اگر نہیں تو مہاتما جی کسی ویدک منتر کا حوالہ دیکر ثابت کریں کہ بن اور پھیپھڑے کے بغیر ذہانت ہو سکتی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کا یہ خیال کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو ہوا پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دیانندی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے مہاتما جی کو کوئی وید منتر دے کر اپنی سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ کہ دوسروں کی چھاچھ پر موچھیں منڈانے والی بات کرنی چاہیے۔

اب ہم اصل گپ لکھتے ہیں جو مہاتما جی نے چلائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔

اب میں نہیں سمجھتا یہ تحریر مہاتما جی نے دیدہ دانستہ لغو طور پر لکھی ہے کہ دیانند جی کی یہ تعلیم نہیں یا در حقیقت آپ (مہاتما جی) دیانند جی کی اصل تعلیم کو چھپا کر پروفیسر صاحب کی پیروی میں سوامی جی کی خوبیٔ تعلیم کی تعلی لے رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے مہاتما جی سچائی کا خون کرنے کے لئے لغو تعلیم پر ملمع چڑھانی

کی کوشش میں ہیں جس میں وہ بری طرح ناکامیاب ہو رہے ہیں بھلا مہاتما جی کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی کہ اتنا جھوٹ بولدیا۔ آئیے اس بارہ میں ہم آپکو سوامی جی کی اور سماج کی جس کے آپ پردھان رہ چکے ہیں اصل تعلیم بتائیں۔ تاکہ آپکو اور عوام کو سماج کی جھوٹی تعلیم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ستیارتھ پرکاش اردو مستند ترجمہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے صفحہ ۲۶۰ پر یوں لکھا ہے۔

(۱) **سوال** سورج چاند اور تارے کیا شے ہیں اور ان میں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ سب کرۂ زمین ہیں اور ان میں انسان وغیرہ آبادی بھی رہتی ہے کیونکہ زمین پانی آگ ہوا آکاش چاند تارے اور سورج کو اسلئے وسو کہتے ہیں کہ انہیں میں تمام اشیا اور مخلوقات بستی ہے اور یہی سب کا مسکن ہیں اور چونکہ یہ جائے سکونت ہیں اسلئے انکا نام وسو ہے جب سورج چاند اور تارے بھی زمین کی مثال وسو ہیں پھر انمیں اسی طرح آبادی ہونے میں کیا شک (ہے)؟ اور جس طرح پرمیشور کا یہ چھوٹا سا لوک (دنیا) انسان وغیرہ کی آبادی سے بھرا ہوا ہے تو کیا باقی سب لوک (کرے) خالی ہونگے؟ پرمیشور کا کوئی کام بھی بے مطلب نہیں ہوتا۔ تو کیا اتنے بیشمار لوکوں (کروں) میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہونے سے ایشور کا کام کبھی سپھل (بانتیجہ) ہو سکتا ہے؟ اسلئے سب جگہ انسان وغیرہ کی آبادی ہے۔

(۲) **سوال**۔ جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضا ہیں ویسے ہی دیگر لوکوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس؟

جواب۔ کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جس طرح اس کرۂ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضا رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوکوں میں بھی ہے جس جس جسم کے حصہ میں آنکھ وغیرہ اعضا ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضا اسی طرح اور اسی مقام میں ہو نگے۔

اب مندرجہ بالا حوالوں کو پڑھکر ناظرین ذرا سماج کے لیڈر مہاتما جی سے دریافت کریں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ "رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں" کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے۔ سوامی صاحب یا مہاتما جی۔

محمد منظور الٰہی

(البشیر بجنور؟)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مسیو مانٹ نامی ایک فرانسیسی پروفیسر نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام مشرق پر ایک نئی نگاہ ہے۔ اس میں ایک بات مشرق کے مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مسیو مذکور لکھتا ہے کہ پانچسو برس کی مسلسل غفلت اور جہالت کے بعد یورپ کو اس مستحکم مذہب سے تھوڑی سی واقفیت پیدا ہوئی ہے اور وہ تعصب جو چالاک اور متعصب مذہبی اشخاص کی کوششوں کا نتیجہ تھا کسی قدر کم ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک بھی **اسلام** کی اصلی صورت سے یورپ اچھی طرح روشناس نہیں ہوا۔ اسلام کو ایک ظالم اور خونخوار مذہب سمجھنا بڑے بڑے محققوں کا عام خیال ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ظلم سے کوسوں دور اور اعتدالی رحم کا مرجع ہے۔

مسیو مانٹ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے یورپ اسلام سے ہرگز روشناس نہیں اور نہ اسلام اپنی اصلی اور سچی تصویر میں یورپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کو پیش کرنے والے دشمنانِ اسلام پادری تھے جنہوں نے اسلام کو ایک بھونڈی اور خونخوار تصویر میں دکھایا مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوا اور اب تک بھی کہ یورپ بیدار ہو چلا ہے اور مذہبی پیاس سے بے قرار ہونے لگا ہے مسلمان ہیں کہ توجہ ہی نہیں کرتے حقیقت میں یہ قرعہ ازل سے جس مردِ خدا کے نام پڑا تھا وہی اس کام کو کر سکتا تھا چنانچہ یورپ اور امریکہ کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے دل میں درد اٹھا اور ان لوگوں ہی کی زبان میں **میگزین** کے ذریعہ اسلام کی حقیقی چہرہ نمائی کی اسی کا اثر ہے کہ یورپ کے خیالات میں [illegible] عظیم واقعہ ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یورپ اور امریکہ میں **اسلام** اپنی روحانی طاقت اور زندہ برکات کے اثر سے پھیل جاویگا۔

آریہ سماج کی گتی

اس عنوان سے لاہوری ہمعصر جیون تت رقمطراز ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آریہ سماج کی کتب میں سے جہاد کی تعلیم کے بارے میں اپنے مضمون کا اگلا حصہ شائع کریں۔ ہم بعض ان تازہ آریہ اخبارات میں سے کچھ حصے ماخوذ کر کے درج کرتے ہیں۔ کہ جو ہمیں اسی ہفتہ کے اندر اندر ملے ہیں اور جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہم نے آریہ سماج کی تعلیم کے اس خوفناک پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک دن بھی قبل از وقت قلم نہیں اٹھایا۔ اور کیا آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کے اس پہلو اور اس کی عملی اثروں پر جلد توجہ کی جائے۔

(۱) جالندھر شہر کے آریہ اخبار ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲۔ ہاڑ سمت ۱۹۶۳ بکرمی کے ایڈیٹوریل کالمون میں "(آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پورانک محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کر کے لکھا ہے "نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی ورتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ **وتنڈا واد میں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی سپرٹ ان کے اندر نشو و نما پاتی رہتی ہے۔** دوسرے مذاہب کے برخلاف لیکچر سن سن کے ان کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں۔ کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے...... ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"۔

(۲) اب اس تحریر کے مقابل میں اسی جالندھر شہر سے نکلا ہوا آریہ مسافر میگزین ایک پُرجوش نظم "آریہ بیر کی چتا" کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔ جو آج کے لاہور کے آریہ ہمعصر پرکاش کو "کچھ ایسی بھاتی ہے۔ کہ (وہ) اس کے آخری بند کو اپنے ناظرین تک پہنچائے بنا نہیں رہ سکتے" چنانچہ اس بند کے پہلے تین شعر یہ ہیں۔

"آریہ ویرو! قدم آگے بڑھاؤ تم بھی
دھرم رکھشا کیلئے سیس کٹاؤ تم بھی

جسم فانی کی کرو دل میں نہ ہرگز پرواہ
شوق سے زخم کوئی سینہ پہ کھاؤ تم بھی

ہو رہے تیار [illegible] ناظرف سی ہیں ہزاروں گو
نکلو میدان میں اب خون بہاؤ تم بھی

(۳) لاہور کا آریہ اخبار پرکاش گوجرانوالہ کی آریہ انسٹی ٹیوشن گوروکل کی بابت لکھتا ہے۔ کہ "اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی کانسٹی ٹیوشن کی پروا نہ کرتے ہوئے ان لوگوں کا خیال ایک علیحدہ سکول کھڑا کر کے **گوروکل کو نقصان پہنچانے کا ہے**"

اسپر امرتسر کا آریہ اخبار ہتکاری مورخہ ۱۵۔ جون لکھتا ہے۔

"یہ صرف پرکاش یا اس کے بعض ہم خیال لوگوں کی کمزور طبائع کا قصور ہے کہ وہ ایک دوسرے سکول یا گوروکل کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے نیک خیال لوگوں کی موجودگی میں کب امید ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں عام تعلیم ہو سکے گی۔ افسوس!

ع ببیں عقل و دانش بباید گریست"

(۴) پرکاش مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۰۶ء خبر دیتا ہے کہ دہلی میں "آریہ سماجی پنڈت" ہری سنگ کو زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے سو روپیہ **کا مچلکہ اور ۵۰ ۵۰ کے دو قطعہ ضمانت داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔** جرم یہ تھا کہ وہ بر سر بازار بعض مسلمانوں سے اسقدر مذہبی بحث مباحثہ کرتا تھا کہ جس سے عام امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا پہلے ایک مرتبہ تنبیہ کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی +

(نوٹ) ان انتخابوں میں بعض توجہ طلب حصوں کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ ان سے ناظرین آریہ سماج کی کشتی کی موجودہ گتی کا کسیقدر اندازہ لگا سکتے ہیں +

[ہم اسپر ایک اور تحریر کا اضافہ کرتا ہوں جو پرکاش مورخہ ۱۹۔ جون ۱۹۰۶ء میں نکلی ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر]

کلچرڈ سماج میں نفاق

اس کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا آخری حصہ پڑھ کر جس میں وہ کلچرڈ بھائیوں کی اندرونی ہلچل کا ذکر کرتے ہیں ہمارے دل پر چوٹ لگی گو ہمارے **انکے خیالات میں زمین آسمان کا فرق** ہے۔ تاہم ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ نفاق کے نذر ہوں۔ جو مزے نفاق کے آریہ سماج لے رہا ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اسلئے برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی **بھی سوسائٹی کی وہ حالت ہو جو آریہ سماج کی ہو رہی ہے** لیکن دقت یہ ہے کہ نفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر ایک سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر انہیں سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ انکا مطلب حل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ پھوٹ نہ پڑے لیکن زیادہ تمہید کی کیا ضرورت ہے۔ کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں یہ چٹھی غصہ کی حالت میں نہیں بلکہ افسوس کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ ہمارے سماج میں دانا اور معاملہ فہم اصحاب کی رائے کی بے وقعتی ہے۔ سماج کے مشوروں میں میانہ رو آدمیوں کی کوئی سنتا ہی نہیں آریہ سماج کی لیڈری کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے اسمیں میانہ رو آدمیوں کا کیا کام۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام انتظام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہے جنکے اوصاف صرف **یہ ہیں کہ انمیں گھلاوٹ کی بے حد مقدار ہے اور آگے بڑھ جانے کی ہائیں لا انتہا شگی** ہے۔ میرے خیال کے آدمی محسوس کرتے ہیں کہ سماج کے لئے **نازک وقت (Crisis)** ہے اور اب امر تنازعہ فیہ یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کا انتظام ان آدمیوں کے ہاتھ میں ہیگا جو معاملہ فہم اور میانہ رو ہیں اور جو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں یا صرف باتوں بنانے والوں کے ہاتھ میں جنکی غیر ذمہ داری اتنی ہی ہے جتنی کہ انکی شوخی اور خود رائی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم جدائی کے کنارے پر ہیں۔

میں اس بات کے خلاف ہوں کہ اپنی پارٹی کی اندرونی کمزوریوں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں لیکن میرا جواب صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کی حالت خطرے میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے اسکی حفاظت کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کے حالات ہو رہے ہیں اور ہم خوش ہونگے اگر ہمارے کلچرڈ بھائی اپنے ذاتی تفرقات کو بھلا کر اپنے مشن کی تکمیل میں لگینگے۔ ہم جانتے ہیں کہ **انکا مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں** تاہم ہم پسند نہیں کرتے کہ ان ذاتی اختلافات کیوجہ سے دیانند کالج کو کوئی نقصان پہنچے جو باشبہ ہندوؤں کو سستی تعلیم دے رہا ہے"

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم آریہ اپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اسکا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ [illegible] دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت [illegible] کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی [illegible] الحکم از کم کئی ہزار کا پیمان خریداران الحکم میں [illegible] تھیں۔ جن میں سے ابھی چند کتابیں ہی پر اکتفا کیا [illegible] میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی [illegible] دو نو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت [illegible] ہے اور اسکے علاوہ ترک دیا نرم حصہ دوم بھی دفتر الحکم سے مل سکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کارِ خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

نہیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا | نوائے دلکشِ تحقیقِ حق ہر دم میں گاتا ہوں | خدایا بارور کر شاخِ نخلِ آرزوئے دل | تیری ہی آبیاری پر میں یہ پودا لگاتا ہوں

جواب الجواب منشی عبد العزیز خان صاحب عزیز مندرجہ پیسہ اخبار بر رد پیشگوئی حضرت مرزا صاحب از خلیل الدین احمد راضی تلہری

قولہ
ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیسا کہاں کوچ کر جانے کے دن

اقول - کچھ ہی غلطی کا ثبوت ہے کچھ بھی دعوے پر ہے بالکل واہیات نری خرافات - ہاں عروضانہ حیثیت سے ایک موزوں کلام ہے اس سے زیادہ نہیں - کیا ایسی تک بندیوں سے کسی کی تردید ہو سکتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ - گذشتہ سال میں ایک زلزلے کی پیشگوئی جس زور شور سے پوری ہو چکی ہے ملک جانتا ہے پس جسکا زندہ نمونہ موجود ہے اسکی تردید مردود -

اے سفیہو اب نہیں صادق کو جھٹلانیکے دن
ایک گذری کو دو ہمکر آتے ہیں لرزانے کے دن

قولہ
خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانیکے دن

اقول - خیر امت ہی بنے رہتے تو اس دن کو کیوں دیکھتے - رسی جل گئی اینٹھن نہ گئی نہ آپ سنبھلو نہ دوسروں کو سنبھلنے دو ہٹ دھرمی سے کہی تقریریں اچھی نہیں۔

خیر امت کے نہ آوانے کسو بے کسب خیر
ان خیالوں ہی نے دکھلا کر یہ گرجانیکے دن

قولہ
ایک غضب بھڑکا ہے یارو اس خدائے پاک کا
ابر رحمت فرق امت پر ہے اب چھانیکے دن

اقول - یاروں سے تصدیق نہ کرائے خود ہی بغلیں بجائیے وہ کیوں جھوٹی باتوں پر مونڈی ہلانے لگے طاعون شریف کو نہ سر مبارک سے پٹک مارینگے -

کیا غضب ہے اب غضب کو بھی غضب گنتے نہیں
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا غضب ڈھانیکے دن

قولہ
عیسٰی مریم کے آئیگی ہے اک مدت دراز
اور لیے ہیں بہت دجال کے کھینکے دن

اقول - آپ درازی مدت کی گا رہے ہیں اور ادھر سے قیامت تک صدائے الفراق ہے

عیسٰی مریم خدا کے پاس پہونچے دن ہوئے
آنیوالا مرد میدان آگیا آنے کے دن

قولہ
وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسٰی کہے
اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانیکے دن

اقول - کچھ مضائقہ نہیں دیر آید درست آید

وقت پر ہونا ہے سب کچھ وقت پر کھلجائیگا
کس کے عیسٰی کہتے ہیں دجال کہلانیکے دن

قولہ
مدعی جھوٹی نبوت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شباب لوگوں کے بہکانیکے دن

اقول - وہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور کتنے ہیں - اگر سچوں کے دفتر میں نام لکھانا ہے تو ان جھوٹوں کی فہرست مرتب کر کے پیش کیجئے ورنہ ان سب کا مجموعہ ذات جامع الکمالات کو سمجھا جائیگا - اے مسلمانو ہائی دیکھتے جاؤ یہ اسلام کے سنبھالنے والے لوگ ہیں - افسوس صد افسوس -

ہو چکی بس جھوٹی باتوں کی اشاعت ہو چکی
یاد رکھو اب چلے یہ گند پھیلانے کے دن

قولہ
زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

اقول - قدیمی بات تھی تو اسی حد تک رہے ہوتے آپ نے تو پہلے قدم وہ پھاگ کھیلے کہ ہمیشہ کے لئے اس قدامت کا دروازہ بند کر دیا اب خشک تاویلوں کا سوئی تاگا دوڑاؤ اور اس چاک کو سیا کرو - اے ناظرین شعر کا نتیجہ نکالئے بہت صاف بات ہے - اسکے یہ معنی ہوے کہ آسمانی تدارک سے نہ ڈرو -

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھیے کیسا کھلا کھلا گمراہی کا سبق ہے - خدائی تنبیہ کو خیال میں نہ لانا اور الٰہی تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھانا آفات پر آفات آنے کا یہی تو سبب ہے -

ناصح مشفق سلامت ہیں تو یہ بھی دیکھنا
لاتے ہیں کیا کیا غریبوں پر ستم ڈھانے کے دن

قولہ
عیسٰی مریم سوا جو غیر کو عیسٰی کہیں
عنقریب کہتے ہیں انکے سخت پچھتانیکے دن

اقول - اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا کھول کھول کے بتا دیا گیا اگر اب بھی شرارت سے باز نہ آئیں اور زبردستی استعارہ کو حقیقت پر جڑے جائیں تو اب خدا کے سمجھانے کی باری ہے -

عیسٰی امت جدا ہے عیسٰی مرسل جدا
اب سمجھ گئے تو پھر سمجھو گے سمجھانے کے دن

قولہ
حضرت مہدی کو پیدا کر دے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلا دے پھیلانیکے دن

اقول - جھوٹی دعاؤں سے حضرت مہدی نہیں مل سکتے ہیں سچا دل اور سچی زبان پیدا کرو - ذرا اس دعا کو یاد رکھنا آگے فیصلہ ہوگا - انشاء اللہ تعالٰے -

منکران حضرت مہدی کو یارب آنکھ دے
یہ بدل جائیں یقیں سے انکے شک لانیکے دن

قولہ
آسمان سے حضرت عیسٰی کو بھی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجال کے نابود ہو جانیکے دن

اقول - اگر عیسٰی روح اللہ کا خیال ہے تو یوم حشر پر اٹھا رکھو - اور اگر عیسٰی موعود کی طلب ہے تو سچی دعاؤں میں لگ جاؤ -

اللہ یارب کہ مشکل ہے مسیحا کی شناخت
دس بڑے فتنے کے دن اس ابتلا آنیکے دن

قولہ
مصحف اقدس میں فوت حضرت عیسٰی نہیں
نام رحمٰن اسمیں ہیں انکی زندگی پانیکے دن

اقول - بھئی تمکو اپنی جان عزیز کی قسم کہاں سچ سچ حضرت عیسٰی کی مقدار عمری مصحف اقدس میں مذکور ہے اللہ اللہ سلف سے خلف تک کیسی کیسی قرآنی طاقتیں دکھائی گئیں مگر ابن زندہ معجزے کی کسکے فرشتوں کو خبر تھی توبہ توبہ اب کس مسخرے کی مجال جو اس حی و قیوم نبی کو مردہ کہہ سکے -

او میاں تمہارا بول بالا اور یہ چاند سا منہ ہمیشہ اوجالا کیا ہم بھی اس آیت مخزن ہدایت کی زیارت کر سکتے ہیں یا نہیں - نہیں نہیں شرمائیے نہیں - میدان میں لائیے اور سرکشوں کو نیچا دکھائیے کسی طرح یہ کفر کا جال ٹوٹے تو سہی - اسوقت ہم کو حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ جو تیری اہانت کرے گا ضرور میں اوسکی اہانت کرونگا یاد آیا ہے سوچ رہے ہیں کہ کبھی سچا نکلا بھی یا نہیں اس خیال میں ہم آپ کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں فرمائیے کیا جواب ہے - قصور معاف مانو یا نہ مانو بھانڈا پھوٹ گیا -

تم کہے جاؤ مگر یہ سارے قصے مر چکے
دور پہونچے اب گڑے مردے نکل پھر آنیکے دن

قولہ
مصطفٰے کے بعد جس نے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوسکے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

اقول - چہ خوش خود ایک نبی کے جویا اور دوسرے کو الزام - الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے - ختم نبوت کے بعد پھر بھی کسی نبی کو آسمان سے کھینچنا یہ ٹھوکریں کھانا نہیں تو اور کیا ہے سچ پوچھیے تو یہ ساری خرابیاں ایک خیال پرستی سے ہیں انہیں اصلاحوں کیلئے تو یہ مسیحا نفس مجدد آیا ہے -

آنکھ کھولو پیچ و خم صدیوں کے سیدھے ہو گئے
یہ سنبھل جانیکے ہیں یا ٹھوکریں کھانیکے دن

قولہ
چل چکے جھونکے ہوائے مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

اقول - مکروں کی فہرست

پہلا مکر - گذشتہ زلزلہ کی ثابت شدہ پیشگوئی کا کتمان -

دوسرا مکر - خیر خواہی کے پردے میں خیر امت کی بدخواہی -

تیسرا مکر - بھڑکے ہوئے غضب کی نفی -

چوتھا مکر - مدعیان نبوت کے ظہور کا فرضی اعلان -

پانچواں مکر - زمین لرزہ کا رسمیات میں شمار -

چھٹا مکر - امام مہدی اور اشاعت دین کیلئے نمائشی دعا -

ساتواں مکر - جو سب مکروں کا قبلہ گاہ ہے عمر مسیحی کی اپنے ہاتھوں پیمانہ تراشی اور نام مصحف اقدس کا -

آٹھواں مکر - ختم نبوت کے بعد خود ایک آسمانی نبی کی تلاش اور طعنہ دوسرے پر -

نواں مکر - اتنے مکروں کے بعد بھی سوتی کے موتی مگر دوسرا مکروں کی آندھی -

دسواں مکر - ادعائے نبوت کا جھوٹا الزام - یہ آگے آئے گا -

تلاث عشرۃ کاملۃ

دن پھرے ہیں باغ دیں کے اے خس و خاشاک دیں
بس ہوا ہو اب تمہارے ہیں ہوا کھانے کے دن

قولہ
مدعی ہو کر نبوت کا جو کھینچوائی شبیہ
اسکے آتے ہیں عذاب النار کی پانیکے دن

اقول - ذرا اوستاد جی کی تو کہیے میاں داغ کا کیا حشر ہوا جنکی شبیہ اخباروں اور جنتریوں میں گشت کر رہی ہے - دوزخی ہوئے یا جنتی ہم تو حسن ظن سے جنتی کہیں گے - اس اعتراض کا جواب فاضل امروہی نے آیات الرحمٰن میں دیا ہے اسکا رد کر کے دکھاؤ - حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا دعوی نہیں اور اب تا قیام قیامت اگر کوئی ایسا دعوی کرے وہ سو جھوٹوں کا جھوٹا اور اوس سے زیادہ وہ جھوٹا بلکہ جھوٹوں کا بادشاہ جو کسی پر خلاف دعوے باندھے -

کیا ضرورت تھی شبیہ عیسٰی موعود کی
اسکو سمجھو گے حسد کی آگ بجھ جانیکے دن

قولہ
نص الکملت لکم سے ختم نعمت ہو گئی
دین کامل ہو گیا اب کیسے پھیلانیکے دن

اقول - جی ہاں اس وقت تک کہ حضرت مہدی کو یاد کیا گیا تھا دین کامل نہ تھا اب اتنی سی دیر میں کہ پانچ شعر کہے گئے دین کامل ہو گیا جبھی تو ہم نے کہا تھا کہ حضرت مہدی جھوٹی دعاؤں سے نہیں مل سکتے ہیں - زبان کو بلاؤ اور دل سے رد کر دیجیے تو محرومی کے حجاب ہیں جو اس آفتاب عالمتاب کو باوجود وسط السماء پر آجانے کے اب تک نگاہوں سے چھپائے ہوئے ہیں - اب ہم اپنے کامل دینداری کی زبان حق ترجمان سے سننا چاہتے ہیں کہ اوس دعا کا کیا نام رکھنا چاہیے مومنانہ یا منافقانہ -

پھیلنے کو دین کے جو دیدیا ہے یارب اب
ان خیالوں ہی سے آئے دین پھیلانیکے دن

قولہ
التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اس آگ برسانیکے دن

اقول - اگر کل کو اس ابر رحمت کا سہارا ڈھونڈھتے ہو تو آج اس ابر رحمت کے سائے میں آجاؤ جس کا وعدہ صدیوں کے بعد ہمارے زمانہ میں پورا ہوا ہے - والحمد للہ علے ذالک -

جو مسیحا کی وہی راضی کی یارب ہے دعا
گو دین تیری ہوں ہم اس خوش دل کہلانیکے دن

توحید اور نبوت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اخبار وکیل کے ایک نوٹ کا جواب لکھتے ہوئے میں نے اس خطرناک زہر کا ذکر کیا تہا۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے ذریعہ پہیلنے والی تھی۔ اور جس نے خود ڈاکٹر مذکور کو۔

روحانی طور پر ہلاک کر دیا۔ وہ زہر یہ ہے کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر مذکور کی اس خط و کتابت کو پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود سے کی ہے وہ اس نکتہ پر پہونچ گئے کہ شروع سے آخر تک یہی امر متنازعہ فیہ رہا ہے حضرت اقدس نے بار بار ڈاکٹر کو اس خطرناک عقیدہ سے ڈرایا ہے مگر۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

ڈاکٹر صاحب نے نہ ماننا تہا نہ مانا۔ اور چونکہ بظاہر یہ زہر آب حیات کی صورت میں پیش کی جاتی ہے اور اس سے بعض لوگوں کو دہوکا لگنے کا احتمال اور اندیشہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر بسط کے ساتھ اس پر بحث کروں میں باری تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید پر فلسفیانہ بحث کسی رنگ کر سکتا تہا لیکن میرے نزدیک بحالت موجودہ یہ مسئلہ امر متنازعہ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم رائے (اگر کوئی ہوں) وجود باری اور توحید باری کے قایل ہیں اس لئے اس کو مسلم قرار دیکر میں اس امر پر بحث کرونگا۔ کہ کیا نبوت و رسالت کے بدون وجود باری یا توحید باری متحقق بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ ڈاکٹر صاحب بانی تو رسالت کے قایل ہیں لیکن اس بحث کے چھیڑنے سے انہوں نے بتا دیا ہے۔ کہ فی الحقیقت وہ سلسلہ رسالت کو معاذ اللہ محض لغو قرار دیتے ہیں۔ ورنہ وہ اس پر زور نہ دیتے کہ محض اقرار توحید ہی نجات کے لئے کافی ہے

میں حیران ہوں کہ انہوں نے نجات کو سمجھا کیا ہے اگر یہ نجات یسوعی نجات ہے۔ تو خیر وہ کسی لعنتی موت پر اعتقاد رکہنے سے مل سکتی ہے اور لی لی تمیز کے وضو کی طرح کوئی چیز اس کی ناقص نہیں۔ لیکن اگر نجات کا مفہوم وہی ہے۔ جو قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور فی الحقیقت وہی ہے تو وہ تو رسمی اقرار سے کہ خدا ہے اور ایک ہے نہیں مل سکتی۔

پھر برہمو اور مسلمان میں فرق کیا ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی عزت پر حملہ کیا ہے اور وہ پر وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت پر بہی حملہ کیا ہے جسنے سلسلہ رسالت کو قائم کیا اور نوع انسان کی نجات کا اسے ذریعہ ٹھہرایا کیونکہ اگر اتنا ہی اقرار بس ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ انسانی نقوش فطرت میں بہی یہ اقرار موجود ہے اس کیلئے کسی رسالت اور شریعت کی حاجت نہیں کتاب اللہ کا آنا بیکار اور بے سود ہوگا اور اسطرح پر مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دئے جاویں گے جو انہیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ملی ہے

یہ ہے وہ اصلاح جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان کرنا چاہتے ہیں اور جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن نہیں نہیں خدا اور اسکے رسول کے دشمن اصلاح قرار دیتے ہیں

میں اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتا لیکن چونکہ بعض امور بطور مسلمات فریقین سے ہیں اس لئے میں نے عمداً ان کو چہوڑ دیا ہے۔ میں اس مضمون میں نقلی اور عقلی طور پر یہ دکہاؤنگا کہ ... توحید تو کجا۔ وجود باری بہی متحقق نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ رسالت نہو اور تمام نیکیوں اور سعادت مندی کی راہیں معلوم نہیں ہو سکتی ہیں جب تک کہ کامل ہادی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر نہ آوے وہ خدا تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کا ہمیں علم عطا نکرے اور نہ صرف علم بلکہ وہ اپنی عملی حالت سے نہ بتائے

رسالت اور نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم نے کسی نہ کسی رنگ میں اسکو تسلیم کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی حمید و مجید کتاب جسکی طرف سے غفلت کا الزام ہم پر ڈاکٹر صاحب لگاتے ہیں اور جس کے خادم ہونے کا انہیں بہت بڑا دعویٰ ہے) اس مسئلہ کو خوب کہول کہول کر بیان کرتی ہے

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

پہر ایسی صورت میں حالت میں ایسے تواتری مسئلہ سے انکار تو حماقت ہے اگر اس کا کوئی بڑا تعلق توحید یا وجود باری سے نہ تہا تو پہر خدا تعالیٰ کو اس سلسلہ کے اختیار کرنے کی حاجت ہی کیا تہی؟ یا تو ڈاکٹر صاحب برہموؤں کی طرح سے بالکل بے سود قرار دیں اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو مدار نجات اقرار توحید ہی پر ٹھہرانا سراسر نادانی اور قرآن کریم کو پس پشت ڈال دینا ہے۔

نجات کا مدار یقین کامل پر ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی پر گناہ سوز ایمان اور یقین پیدا نہ ہو انسان کی فطرت میں وہ رنگ اور صورت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسے ہر قسم کے فسق و فجور سے نکالدے اور دنیا اور مافیہا کو وہ اپنا معبود بنانے سے رک جاوے۔ کیونکہ مدار نجات کا تو اس امر پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو تمام دنیا اور اس کے تلذذات اس کے ہر قسم کے مال و منال اور اس کے تمام تعلقات یہاں تک کہ اپنے وجود اور ذات پر بہی مقدم کرے اور دنیا کی کوئی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ آوے۔ مگر برخلاف اس کے مشاہدہ بتا رہا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اس سے تعلق شدید پیدا کرنے کی بجائے اس کی محبت اور اطاعت میں محو ہونے کی بجائے دنیا اور اسکی لذائذ اور اسکے تعلقات میں ایسا محو اور از خود رفتہ ہو رہا ہے جس کا بیان بہی الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اسکا باعث کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی ہستی اس کے صفات پر اسے کامل یقین اور معرفت تام وصل نہیں ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت سے واقف ہوتا اور اسے اسطرح دیکھتا جیسے دنیا اور اسکی چیزوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ میں جو لذت ملتی ہے اسے اسی طرح محسوس اور مشاہدہ جیسے یہاں کی فانی اور متغیر لذتوں کو پاتا ہے تو بے اختیار ہو کر خدا کی طرف دوڑتا اور اپنی راحت اور اطمینان اللہ تعالیٰ ہی میں پاتا۔ مگر ایسا نہیں۔

اسکی وجہ یہی ہے کہ اسے یقین کامل ویسا نہیں جیسا دنیا کی مشہود و محسوس اشیاء پر ہے خدا تعالیٰ کے وجود کو وہمی اور ظنی طور پر تسلیم کرتا ہے اسلئے اس ظن اور وہم کو یقین کامل کے درجہ تک پہونچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو قائم کیا ہے

ضرورت نبوت پر بہی کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں اسلئے کہ نظام قدرت میں اس کے نظایر موجود ہونے کے علاوہ انسان کی تمدنی حالت اسپر شہادت دیتی ہے کہ اسکا کوئی امام اور لیڈر یا معلم ہو اگر کوئی شخص اس مشاہدہ صحیحہ کا انکار کرے تو اسکی صریح غلطی ہے اسلئے کہ نظام ظاہری میں حکومت اور سلطنت کا مسئلہ اور فلسفہ اسکو حل کئے دیتا ہے جبکہ نظام ظاہری میں انسان اس سے بے نیازی نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خاص حکمران اور سرپرست ہو جو امن عامہ کو قائم رکھے اسطرح پر نظام روحانی میں بہی ایک فرد اکمل کا ہونا ضروریات سے ہے جو ظاہری حکمران کے بالمقابل امام کے لقب سے ملقب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے رسالت کا فلسفہ اور حکومت کا فلسفہ خود قرآن کریم میں بیان (بقیہ)

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین

یعنے اگر اللہ تعالیٰ کا یہ اصول نہ ہوتا کہ سرکش انسانوں کو ان انسانوں کے ذریعہ سے دفع کر دیا جاوے جو ملک کے اندر سطوت اور جبروت رکہتے ہیں تو زمین تباہ اور برباد ہو جاتی تمدن کا بقا نہ اور نظام تمدن درہم برہم ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل اور بڑا رحم ہے کہ اس نے حکومت ظاہری کا سلسلہ بند نہیں کیا جسکی وجہ سے شریر انسانوں کی دست برد سے دنیا کو نجات مل جاتی ہے

پس جب جسم اور جسمانیات کیلئے خدا تعالیٰ نے پسند نہیں کیا کہ شتر بے مہار کی طرح لوگ ہوا و ہوس کریں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ روحانی اور باطنی سلسلہ کو تباہ اور پریشان کر دیتا؟ کبھی نہیں۔

اس بیان کے بعد اب غور طلب اور قابل بحث یہ امر رہ جاتا ہے کہ اقرار نبوت کی کس حد تک ضرورت ہے اور اس اقرار کی نوعیت کیا ہے یعنے کس وقت کہا جاویگا کہ اقرار نبوت کیا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اقرار نبوت کیا چیز ہے۔

اقرار توحید اور نبوت کے اقرار کا باہم کیا رشتہ ہے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کیلئے میں عقلی اور خیالی بحث نہیں کرونگا اور نہ اسکی ضرورت اور حاجت۔ ڈاکٹر صاحب بار بار کہتے ہیں کہ میں قرآن مجید پیش کرتا ہوں اسلئے انکے لئے قرآن مجید کا پیش کرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت قرآن مجید بڑھکر اور کونسی محکم اور برہان اور دلیل ہو سکتی ہے

قرآن مجید کا عام طرز بیان صاف طور بتا رہا ہے کہ اس نے جہاں ایمان باللہ کا ذکر کیا ہے یا جہاں اطاعت اللہ کی ہدایت فرمائی ہے اسکے ساتھ ہی ایمان بالرسل اور اطاعت الرسل کا سبق ساتھ دیا ہے گویا ایمان بالرسول لازم و ملزوم امر ہیں

اس مطلب پر قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات میں پیش کر سکتا ہوں اور اگر اس مقصد سے ڈاکٹر صاحب یا انکا کوئی اور ہم خیال (اگر ہو) انکار کرے تو سلسلہ وار وہ آیات پیش کر دی جاوینگی تاہم مختصر طور پر کچھ آیات درج کرنی ضروری معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل

(۱) یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الخ (النساء)

(۲) ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم الخ (نساء ع ۹)

(۳) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ الخ (نساء ع ۱۷)

(۴) ذالک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ الخ (انفال)

(۵) ویطیعون اللہ ورسولہ الخ (توبہ ع ۹)

(۶) ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ الخ

(۷) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

(۸) واقیموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکوۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (نور ع ۷)

(۹) ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما

(۱۰) وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا (حجرات ع ۲)

ص اس آیت پر اگست ۱۹۰۰ء میں میرے محسن و مخدوم قوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ پڑھا تہا جو ...

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۵

جو لوگ اللہ اور اوس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں میں تفریق کر دیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنالیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد **رسولوں پر ایمان لانے کا مسئلہ** درحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں اور علاوہ براں رسولوں کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اوس شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اوس پر کسدرجہ کا ایمان چاہئے؟ اسکے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہئے۔ غرض کیونکر اس اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور زیغ اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے اردگرد جالوں کے انبار تن دیئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا۔ الا ماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے۔ اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے سیکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوت کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کیساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کر دیا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی باتوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اوسی رنگ اور اوسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں سے مسدود رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا اُن پگڈنڈیوں پر نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے اُن ہی دلائل اور حجج سے اُن ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نور محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا۔ قسم اس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور رسولوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں وللہ الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام اچھے ہوؤں کی لاج رکھلی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں سو چکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اس قوم کو جنکو اس پر آشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کے دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دیدیا۔ اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسدرجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہئے میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اسی رنگ اور اسی منہاج اور اسی قدم پر ہے۔ اسلئے کہ اسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلان الٰہی میں تفریق روا رکھی جاوے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ اسوقت متفرق بھی وہی لوگ ہیں جو بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہئے اور چاہئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے ایمن ہوں۔ اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۵

یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں مجھے یاد ہے کہ اس آیہ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو۔ اس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہو جائیں۔ اور بالآخر اوس کے موافق عمل درآمد کر کے بھی دکھائیں۔ ایک صاحب دل جو اس تلاش میں کھپتا رہتا ہے کہ قوم بنانے کے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کر سکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھوتا گر بتایا ہے دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کے ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی راؤں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کر کے کرنا پڑتا ہے میدان جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سر لشکر کے اشاروں پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علی ہذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کر لو اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قایم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو۔ مگر نظارۂ قدرت کا تجربہ اور اون افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخر کار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اوس سے پیش نہ آوے۔ مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سر لشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے۔ اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہو گئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ سر ہاتھ میں ہاتھ دینا روا نہیں۔ ادہر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود اختیاری کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو تمہارا مطلوب ہے فری وِل یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان ہمہ کار بانوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑ سکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدائے حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا۔

فَلَا وَرَبِّکَ - وَرَبِّکَ اس راز کی کلید ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کر کے بھیجا ہے۔ اور کیا کبھی ہو سکتا ہے؟ کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوے عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اوس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہو سکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بیقرار طبیعت کے اغراض کی حقیقت اور خدا انتہا لے کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرۃ کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوردن کے لاانتہا سلسلوں دنیا کے دانشمندوں فلسفیوں اور عقل و فہم پر ناز کرنے والوں کو خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ عزیزو! کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دیگئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرف سے بول اٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی۔ کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل

چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پر پہونچی ہوئی دانشیں اپنے سارے اندوختوں کو خاکستر کردیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لیے پہلے سے بھی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کہوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اوس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے انھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ صحابہ کی ابتدائی حالتیں یا دنیا کی اوس حالت کا نقشہ ان لفظوں مین کتاب اللہ نے دکہایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تہے اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطے سے اُن دلوں کو جو مر چکے تہے پہر زندہ کرے اور پہر رسول کی پیروی کا یہ نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہوجاؤ گے محبوب اللہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں جو زندہ اور بابرکت کتاب ہے یہ ہے کہ تم انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ کے۔ کمال تک پہونچ جاؤ گے اور بالآخر قدرۃ اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے گی بے برکت اور اپاہج اور بے ثبوت کتابوں کے خلاف جو نصرانیوں اور آریوں کے ہاتہہ میں ہیں قرآن کریم کوئی ایسا دعوے نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم پہ جا پڑے کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب باطل نہیں اور سب کے اپنے منہ کے دعوے اور دل خوش کن باتیں سچی ہیں۔

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا امید ہو سکتی ہے اُس کے پیرو کو وہ اُس کے اتباع کے ساتہہ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائیگا۔

اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکے سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدت اضطراب اور اضطرار کے وقت اُسنے مانگی تہی اور بڑی منت و سماجت و زاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے منہ سے ٹل نہ سکا تو کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آئندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہان تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالٰے کے لیے غور کرتا ہوں مجہے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین ہیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تہا کہ اوس کے مُنہ کی باتین پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹر اسپر بموجب ایکٹ کے دعوٰں اور تحدیوں کے بموجب منشاء اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتہہ پورا ہو گیا اسی کی نسبت دعوے کیا جاسکتا ہے یا وہ دعوی کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بہی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اوس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہونگی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک بہنگڑ فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا۔ کہ میری پیروی کرو تم موت کے بعد بڑے آرام پاؤ گے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ انجیل کے ہیرو سے پہر گئے جب اُنہوں نے دیکہا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور ادبار پڑا۔ یہ بڑی آسان اور ظلم کی بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جائے کہ اوس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تہی۔ کس نشان پر اوسے خدا مانا جاتا ہے؟ کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تہے۔ یا اگلے انبیائے توریت کی برابر تہے مجرد دعوے محض فضول ہیں الفاظ سے خدائی نکلنا اگر ممکن بھی ہے ثبوت بات ہے ہزاروں صوفی درویش اور وحدت وجودیے خدا کہلائے اور کہلاتے ہیں۔ ایک نصرانی اون کی عملی تکذیب کس دلیل سے کر سکتا ہے۔ آج تک ہیرو دیوں کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی۔

انصاف کرو ایک شخص جسکا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دُنیا سے رخصت ہوا وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اور اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لیے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بخود اُس کے اتباع کیطرف کھنچی چلی جائیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکہانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام پتھر اور مٹی کے بتوں میں کچھ بھی فرق نہیں جسکو چاہو پوج لو آخر اوس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے کہ خطرہ ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجہے دیتا ہوں۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے منہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہوکر اوس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے بنگئیں۔

اس راز کے سمجہانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعد و وعید ملاکر بیان کئے۔ آپ کے دشمن آپکے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعوؤں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تہیں ہلاک ہو گئے۔ اور اون ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پورے کامیاب ہو گئے۔ یہاں کی نار میں آپکے دشمن جلے اور آخرت کی نار کا ثبوت دے گئے اور آپ کے دوست یہاں کی جنات اور ممالک کے مالک ہوکر آخرۃ کی جنات کے وعدوں کے صدق کے نمونے صادق ہو گئے ایک ہی انسان ہے جسنے اپنی زندگی میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آواز سن لی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکہہ لیا۔ اور حجۃ الوداع میں لاکہہ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرماکر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتہہ پہاڑی سے نیچے اترا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔ آپ کو ابتداء ہی میں یہ دعا سکہائی گئی تہی۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی کیسی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل صورت میں آپ کو عطا ہوئیں۔ جو آپ سے پہلے منعم علیھم کو ہوئی تہیں۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی ہی کردی کہ اگلے راستبازوں کی طرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے۔ سو چونکہ ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اسکے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں سے کوئی نکالکر تو بتائے۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکہایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجہے ٹل جائے پر نہ ٹلا۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے منہ سے نکلی اور نامراد رہی۔ اسلئے ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں۔ مگر اسباب کے تسلیم کرنے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجہنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں۔ ان کو کفارہ بنانے کے منصوبے نے اس طرف دہیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد داغ جو یسوع کے ماتہے پر لگاتے تہا اور لگاتے ہیں کہ وہ لعنتی ہوا۔ اور اوس کی دعا رد ہوئی ان کا کس قدر بد مفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا۔ کاش اب بہی کوئی سمجہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اتباع و تحکیم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس عجیب دعوی کے ساتہہ یہ عملی دلائل لگا دیئے ہیں۔

اور لفظ رباط ہزار زبان سے بولتا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت الٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص حاصل ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مامورین و مرسلین ایسے قویٰ لے کر آتے ہیں جنھیں پُر علم اور پُر قدرت اور پُر حکمت ہاتہہ نے پیش بہا ارادوں کے پورا کرنے کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور امتیاز کی ترکیب دی ہوتی ہے بجز اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور ان کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکہی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لامحالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں اور عملاً بھی اس کے ثبوت وقوع میں آچکے ہیں ورنہ خدا تعالےٰ سچی کتاب میں جس نے اخلاق کے علم کو زندہ کرنے کا ذمہ اُٹہایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تحکم کی بات ہے کبہی درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لا انتہا سرگردانیوں اور سر دردیوں سے مخلصی دلا دی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا۔

اس بڑے بھاری مرحلے کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیئے جیسے قرآن کریم کی اس آیت شریف کا

مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہون - اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو یا تو اسی دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہوجاوے گا یا اسکا بدنتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو - جب بھی ماموروم‍رسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے - وہی یہان بھی مطلوب ہے - میں اپنی فراست سے دیکھتا ہون کہ خدا تعالے نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص غرض کر یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا منجملہ اون کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اوس کے علم میں تہا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہون گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑین گے اور اون کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالے جانتا تہا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا مسیح موعود کو ایسی قومون سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم وفنون کی اعلے معراج پر پہونچی ہون گی -

بات بھی یون ہی ہے غیر قومون کو چھوڑو اندرونی قومون کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں - آن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس آن کے مانے ہوئے بزرگون کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات بڑے بڑے ہماری علماء اور مولوی اور مجتہد جورات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس وتدریس میں مصروف رہتے ہیں جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑہنے سے یہ کبر بڑا پیدا ہوجاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں - وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں آن الفاظ کی ایک میزان ہاتہ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اس موضوع میزان میں آسے تول نہ لیں - حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگون سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے -

ان امور کو مدنظر رکہکر (واللہ اعلم بمرادہ) وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انبارون کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطون اور اجتہادون اور دانشون اور فہمون کو خیرباد کہہ کر آن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپکے پیچھے نہ ہولیں گے - جب تک مومن ہی نہ ہون گے اور کبھی آن برکتون کے وارث نہ ہون گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں -

غور کرو

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان آن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا - ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال واعمال وافعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں - اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی ہم سے وعدہ کیا گیا ہے - کیا ہم میں اسوقت تنازع نہیں - کیا عرب جاہلیت کی ساری بداخلاقیان اور بے اندامیان ہم میں نہیں کیا وہی باہمی جنگیں اور فساد اور کینے ہم میں نہیں کیا اسوقت بات بات پر ادنے ادنے اختلاف پر اسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے - غرض اب کونسی بات رہ گئی ہے جو آن لوگون میں تھی اور ہم میں نہیں - بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کور بختی سے وہ جو دلی کے اس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چہو کر آتے ہیں وہ اپنی رائے میں - فہم میں - اجتہاد میں - استنباط میں - عملا مستقل شارع اور رسول بن بیٹھتے ہیں - انھیں بمنزلہ موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں - غرض اسوقت بھی اسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے - اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں - مگر میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہون کہ خدا تعالے اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہون اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

میرے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پڑہے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگون کی طرف سے برپا ہوا - بعض غلط کاریوں نے ناواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں - ہم خود دیکھ لیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لین گے ورنہ اس کی طرف التفات نہ کرین گے میں خوب جانتا ہون کہ یہ مرض بعض اون لوگون میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خدا تعالے کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ آن کے علوم وفہم کی بدصورتی آن پر کھل جاتی - افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیچ کے پھر اپنا بچا کیا ہے - یہ استکبار وانانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیج ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تہا یہ تو انہون نے سنبھال اور اطلس کے غلافون میں لپیٹ کر اپنے صندوقوں میں رکھ لی پھر میں پوچھتا ہون اونہون نے بیعت کیا کی وہ تو آخرکار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یون کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی پر ایمان لانے والے نکلے وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ تو اوس حکم کے بھی حَکَم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حکم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہون جمع کرین اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے - پھر اگر ان کی استنباط واجتہاد کی میزان میں پورا اترا تو قبول ورنہ مردود - اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو - یہ کتنا بڑا بول ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - خدا تعالے کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے - اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہوگئی تھیں - ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے - جب اوس کے آنے پر بھی وہی سردردی ہمیں رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور ہمیں یہ مصیبت پڑی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف اور تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے - ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ - یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے -

یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہوسکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) کی باتون کو کیونکر قبول کرین جب تک قرآن وحدیث کے موافق نہ پائیں اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اوسے کیونکر قبول کریں۔

ماموراور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی - نادانو! اگر تمہارے عقول اور فہم اور تجربون پر ماموروم‍رسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو - تم تو خصوصاً آلہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیون میں پڑ چکے اور ناپاک اور مزخرف اعتقادوں پر جمے ہوئے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اون ہی غلطیوں اور نصوص الٰہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے پھر تمہاری بات کیونکر اوسوقت چلے - وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا اسکے قوی ازلا ان کامون کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے - وہ سورج - وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعوون پر تائید یافتہ - وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکۃ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزیں - تم گرے ہوئے - پست ہمت - اور شہوت کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے - تنکے کی طرح جھونکون کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو - اس سے زیادہ میں اسوقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اسپر مفصل چٹھی لکھوں گا - آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں - آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہان سے وہ الفاظ لاؤن جو لوگون کو یقین دلاسکون کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیون کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تہا

یہ یقیناً وہی ہے جسپر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبین اور منکرین اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چھوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لادے تو اُٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو کہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

ناعاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت سے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پھر خدا تعالےٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ مینے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے مئے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔ اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے بیٹے اپنے والدین سے بھی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نمازمیں رکوع وسجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصاً اور ہماری جماعت کے لئے عموماً دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی ہمارا مرنا اور ہمارا جی اُٹھنا آپ کے ساتھ ہو۔* آمین (باقی آیندہ)

امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اس زمانہ کے عالم ہونگے۔ وہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے آج علماء اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی بیان یا تشریح کی محتاج نہیں رہی۔ تکفیر بازی کا بازار گرم ہونے کے سوا اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتیات اور شخصیات پر بہت ہی بیہودہ اور سفیہانہ حملے ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں یہ معرکہ بہت جوش کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ جو کچھ حالات ایک دوسرے کے شائع کئے جاتے ہیں انکو پڑھ کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ وارثان علم الرسولؐ اور متبعان سنت کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک مولوی اُٹھتا ہے وہ دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ فلان نے لواطت کی اور فلاں کے ساتھ کی اسکے فلاں فلاں زندہ گواہ موجود ہیں۔ دوسرا اُٹھتا ہے وہ کہتا ہے فلاں ولد الحرام ہے۔ غرض گندی سے گندی گالیاں جو الفاظ کے ہیر پھیر میں دی جاسکتی ہیں وہ اس مقدس گروہ میں جاری وساری ہیں اور اپنی ساری منطق اور قابلیت اسی علم میں خرچ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

میں نے ان تمام اشتہارات پر ایک بسوط آرٹیکل لکھنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو وہ ایک دلچسپ آرٹیکل ہوگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہوسکے گا۔ (بفضلہٖ تعالےٰ)

جب کہ علماء اسلام کی حالت یہانتک گر گئی ہے اور انکے اخلاق انسانیت کی حد سے نکل گئے ہیں تو پھر اے امرتسر کے باشندو! تم انصاف کرو۔ اور خدا لگتی بات کہو کہ کیا ان علماء سے تم بہتری کی اُمید رکھتے ہو؟ اور یقین کر سکتے ہو کہ ان کا وجود اسلام کے لئے مفید ہوگا؟ کبھی نہیں۔ بخدائے لایزال میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام پر یہ نہایت خطرناک وقت ہے جبکہ اسکے خواص کی یہ حالت ہو رہی ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا۔ یہ حالت بالطبع تقاضا کرتی ہے

مردے از غیب بروں آید وکارے بکند

خدا تعالےٰ نے ایسا ہی کیا ہے اُسنے اپنا امام اور مامور ہم میں بھیجا ہے کہ وہ ہماری اصلاح کرے۔ اگر آپ ایسے علماء کے شامل حال رہکر ان سے دینی سبق اور اخلاق سیکھنا چاہتے ہیں تو تمہارا اختیار ورنہ اگر ایمان اور اسلام کا فکر ہے تو انسے الگ ہو جاؤ اور اپنے دوست دشمن میں تمیز پیدا کرو۔

اور اے مخالف الرائے علمائے امرتسر! خوب یاد رکھو کہ تمہاری پردہ دری تمہارے اپنے ہی ہاتھوں ہو چکی ہے۔ اگر تم میں سے ہر ایک ان بیانات میں جو ایک دوسرے کے خلاف بیان کرتا ہے سچا ہے تو پھر خود فیصلہ دو کہ تمہارا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہے؟ اور کیا یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی یا نہیں جسکا مینے اس نوٹ کے شروع میں ذکر کیا ہے؟

اور پھر کیا حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی نہ کی تھی کہ ہر ایک جو میری ذلت۔۔۔ اور رسوائی کے درپے ہے وہ خود ذلیل اور رسوا ہوکر رہیگا۔

اور اب ان اشتہاروں کو جو تم دے رہے ہو پڑھو اور بتاؤ کہ یہ تمہیں عزت کے کس مقام پر کھڑا کرتے ہیں آؤ! خدا سے ڈرو! اور خدا کے راستباز بندے کی مخالفت سے باز آؤ! ورنہ یہ مخالفت تمہیں اور بھی نیچے لے جائے گی۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

کتاب النسوان - پیر غیاث الدین احمد صاحب رئیس امروہہ نے یہ مبسوط کتاب مستورات ہند کے لئے بطور دستور العمل لکھی ہے اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے حصہ اوّل لڑکپن۔ دوئم جوانی۔ سوئم معاملات دنیاداری۔ اور ہر حصص میں ان ضروری مضامین پر بحث کی ہے جو ایک لڑکی سے لیکر بوڑھی اماں تک کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی چھپائی لکھائی اعلےٰ درجہ کی نہیں ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ کتاب مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ مستورات میں عام ہو۔ مصنف کے نام درخواست کرنی پر عہ قیمت کو مل سکتی ہے۔

تنبیہ الغافلین - اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم ڈنگہ بازار پٹیالہ نے شائع کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲/ ہے مصنف ہی سے ملے گی۔ یہ مباحثہ ایک غیر احمدی مولوی کیساتھ ہوا ہے جس میں اسکو فاش شکست ملی ہے۔

خزینۃ المعارف جلد اوّل - سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین میں لکھی ہے حکیم فضل دین صاحب نے مولوی محمد فضل چنگوی کے ذریعہ اسکو یکجا کرا لیا ہے اور خزینۃ المعارف جلد اول کے نام سے شائع کیا ہے ۵ قیمت پر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مل سکتی ہے۔

صنعت وحرفت - اس نام کا ایک ماہوار رسالہ شیخ محمد شفیع جاپانی تعلیم یافتہ نے لائل پور سے اسی مہینہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ملک کو صنعت وحرفت کی جسقدر ضرورت ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورتمیں یہ رسالہ بہت مفید ہوگا سودیشی تحریک کے حامی دیکھیں اس رسالہ کو کہانتک مدد دیتے ہیں۔ سالانہ قیمت (عہ) ہے۔

مبادی الصرف والنحو - یہ حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں صرف ونحو کے مسایل کو نہایت اختصار کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ان قواعد کو سمجھ کر یاد کر لینا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ عربی زبان کی اشاعت کے خواہشمند ایسے رسائل کی اشاعت کثرت سے کریں قیمت ۱/ سید عبد الحی عرب قادیان سے ملیگا۔

الذکر - یہ نہایت ہی مفید اور قابل قدر رسالہ ہے جو میرے محترم بھائی شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم نے لکھ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں اسماء الٰہیہ کا ترجمہ اور نماز کا ترجمہ ایسے اسلوب پر دیا گیا ہے۔ جو بچوں اور عورتوں کے لئے بہت مفید ہے ایسے پاک لٹریچر کی اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے کتاب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صفائی سے چھاپی گئی ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے قیمت ۲/ ہے جو مصنف سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر ملے گی۔

ستیارتھ پرکاش درپن - یہ ۷۲ صفحہ کا رسالہ ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کے پہلے کولاس پر تنقیدی رنگ میں لکھا گیا ہے اور لکھنے والے مشہور آریہ مناظر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی ہیں رسالہ نہایت مفید اور آریہ مذہب کی قلعی کھولنے والا ہے قیمت ۳/ النذیر پریس میرٹھ سے ملیگا۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے۔ اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاءً لوجہ اللہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کی خدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہونچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اسکے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذوالفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی۔ کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جابجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرماویں گے۔

الملتمس

محمد علی

از قادیان

* اے مرحوم مخدوم امت تجھ پر سلام تیری دعا قبول ہوئی۔ ایڈیٹر

مُراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۔ اجون ۱۹۰۳ء)

دیانندی رحم

ستیارتھ صفحہ ۱۹۸ (جس صفحہ کے نیچے حرتسنہ آرہے وہ ستیارتھ مترجمہ رادہا کشن میں دیکھو) "اگر قرآن کا خدا کل جہان کا پروردگار رحمن اور رحیم ہوتا تو اور مذاہب والوں اور جانداروں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے مروانے کا حکم نہ دیتا" ہمارے دوستان گوالان جنکا یہ وہم وخیال ہے کہ کتاب ستیارتھ تحقیق و انصاف میں بے مثال ہے ذرا چودھویں سملاس میں سوامی جی کا وہ اعتراض پڑہیں جو مسلمانوں پر بارہ جنگ وجدال ہے۔ پہر مقامات مندرجہ ذیل پر نظر کریں اور دیکہیں کہ سوامی جی کے انصاف کا کیا حال ہے کجا ہر انسان کے لئے دعوئے خیرخواہی اور کجا مخالفان ویدکی یہ تباہی ۔ واہ کیا ہی عجیب اعتقاد ہے کہ کہیت عاشق صلح کہیت شیدائے فساد ہے۔ دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۸۱ "توپ تفنگ نیز تلوار وغیرہ ستر مخالفوں کے مغلوب کرنے اور انکو روکنے کے لئے قابل اور با استحکام ہوں" ایضاً صفحہ ۱۸۱ "حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرو" ایضاً صفحہ ۱۸۰ "حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرو" ایضاً صفحہ ۱۹۲ "بداعمالوں کو خاک کر دینے کے لئے مثل آتش ہو" ایضاً صفحہ ۱۹۵ "جب رعایا پرور راجہ کو کوئی جنگ کے لئے طلب کرے ہرگز پہلو تہی نہ کرے" ایضاً "انہیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمنوں کو ہلاک کریں سن رسیدہ لوگوں کو انہیں توپوں کے منہ کے سامنے گہوڑوں پر سوار کرکے دوڑا دیں اور ماریں" ایضاً صفحہ ۱۹۶ "جو گاڑی گہوڑا اونٹ گائی وغیرہ جانور نیز عورت اور دیگر سب قسم کا مال الخ فتح کئے ہوں وہی اسکو ملیوگی" ایضاً صفحہ ۲۱۱ "دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ کرکے روک رکہے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچاکر چارہ خوراک پانی ہیزم کو تلف وخراب کردے" ایضاً صفحہ ۲۲۴ "بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا الخ تمام انسانوں کو تکلیف دینے والے جابر آدمی کو نہ بوجہ دوستی اور نہ بوجہ زر کثیر کے راجہ ہرگز بلاقید و بلا عضو کاٹے کے چہوڑے" ایضاً "بہاگا ہوا ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اسکو اپنے آقا کے گناہ لگ جاتے ہیں الخ بلکہ اسکے نیک اعمال کا ثمرہ سب نابود ہو جاتا ہے" ستیارتھ صفحہ ۱۹۴ "جس طرح بگلا دہیان لگاکر مچہلی پکڑنیکے تاک میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے دولت وغیرہ اشیاء اور اپنی طاقت بڑہاکر دشمن پر غالب آنیکے لئے شیر کے مانند زور سے حملہ کرے چیتے کی طرح چہپ کر دشمنوں کو پکڑے زور آور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کیطرح دور بہاگ جائے اور بعدازاں دہوکہ دیکر اسے پکڑے۔

یہہ چند حوالے ہیں جو ستیارتھ سے نکالے ہیں اب سمجہیں جو سمجہ والے ہیں کہ زبان پر تو وہ رحم و انصاف ہے کہ کسی جی کو دکہہ دینا دہرم کے برخلاف ہے لوگ اگر حفاظت جان کے لئے لڑیں تو ظالم مگر آریوں کو معاف ہے جب حاکم کے لئے کہ اپنے ہتیاروں کا تیز اور خطرناک کرنا ۔ اور اپنے مخالفوں سے روئے زمین کو پاک کرنا ۔ بداعمال موذیوں کو مثل آگ ہوکر خاک کرنا ۔ سن رسیدہ لوگوں کو توپ بندوق سے ہلاک کرنا چارہ خوراک کو تلف کرکے دشمن کا دم ناک میں کرنا ۔ جب کوئی دوسرا راجہ لڑنیکو بلائے تو لشکر کا چست و چالاک کرنا ۔ بگلے کیطرح تاک لگاکر ماہی دوست کو خوراک کرنا دشمن زور آور ہو تو خرگوش ۔ نہیں تو شیر کی طرح دشمن کا سینہ چاک کرنا) یہہ سب کچہ جایز لکہتا ہے وہ آپکا روحانی باپ ہے تو پہر اے مترو ایسا کام کرنے میں دوسروں کو کیوں گناہ اور پاپ ہے نیز آپکا تو یہ اعتقاد مشہور ہے کہ ہر نیکی وبدی کا ثمرہ ملنا ضرور ہے۔ پہر بہاگے ہوئے ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے کہ انکے اعمال صالح کیوں ضائع اور ناکارے گئے ۔ یہ گناہ کی معافی پر ایک دلیل ہے جس سے اعتقاد آریہ خوار و ذلیل ہے کیونکہ جسطرح بعض بداعمال سے نیک اعمال کا ثمرہ نابود ہو جاتا ہے اسیطرح نیک اور خالص اعمال سے گناہوں کا بدلہ بہی مردود ہو جاتا ہے پس آپکو مناسب نہیں کہ اعتقاد توبہ سے انکار کریں ۔ اور ایسی غلطیوں پر اصرار ۔ اب تو ماننا پڑا کہ توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہے ۔ پاکہو سوامی جی کی یہ تحریر لغو اور فضول ہے مگر جو قوم تعصب میں گرفتار ہے اسے تحقیق سے کب محبت اور پیار ہے سمجہنے والوں کے لئے تو بات صاف ہے کہ سوامی جی کی کلام میں اسقدر اختلاف ہے کہ انکا ایک جملہ بہی فساد و تعارض سے خالی نہیں ۔ کون سی اعتقادی عمارت ہے جسکی بنیاد نکالی نہیں ۔ افسوس ہمارے دوستوں سے دولت انصاف کا کوئی سوالی نہیں ۔ ورنہ کتاب ستیارتھ میں تو کوئی بے نظیری و بے مثالی نہیں ۔ ہاں نفاق دورنگی میں بیشک لاثانی ہے ۔ یہی اسکی کاملیت کی بڑی نشانی ہے ۔ یہاں تکلیف دینے والے کی سوامی جی کے اس قول سے قید کرنا یا عضو کاٹنا سزا ہے ۔ پہر انہیں کے نزدیک رہزن کو تنخواہ دینا روا ہے دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ "راجہ الخ بدمعاشوں چوروں ۔ ڈاکوؤں کو بہی نوکر رکہے" یہہ تو سوامی جی کا رحم دربارہ جنگ ہے اب دیکہو عہدہ سفارت میں کیا رنگ ہے ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "سفیر کا خاص کام دشمنوں میں بے اتفاقی پیدا کرنا ہے" یہہ مخالف ہے صفحہ ۱۹۱ کے "جو فریب سے مبرا ہو وہ سفیر شاہی ہونا چاہیے" ظاہر ہے کہ جسمیں جہوٹ فریب کی لیاقت نہیں ۔ اسمیں بے اتفاقی پیدا کرنے کی بہی حاجت نہیں ۔ اسلئے ایک قول سے سفیر نہیں کیونکہ اسمیں مکر و تدبیر نہیں ۔ اور ایک قول سے سفارت کے لائق ہے وجہہ یہ کہ فریب سے مبرا اور راستی کا شائق ہے ۔ اب کس قول پر اعتبار کریں اور کس سے انکار ۔

دیانندی تحقیق

پنڈت دیانند نے مسلمانوں چودھویں میں جہاں مسلمانوں پر اعتراض کئے ہیں ۔ اپنے آپ کو محقق لکہا ہے ہم محقق صاحب کی تحقیق کا ایک نمونہ آریان ٹولاں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ کس طرح سنیاسی صاحب نے رنگارنگ کے بہیس بدلے ہیں ۔ دیکہو ستیارتھ صفحہ ۶۸۲ "جو پرہیزگار ہیں وہ تو پہلے ہی سے راستہ پر ہیں اور جو بہولے راستہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راستہ ہی نہیں دکہلا سکتا پہر کس کام کا رہا" یہہ تو سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے جو ان کی فتح اور کامیابی کی بنیاد ہے یا وہ بازاری ہو کا اور آواز ہے جسمیں دہوکا اور فریب دینے کا راز ہے اب اصلی جو انکے ذاتی اعتقاد کا حال ہے یا جو سوامی جی کی گہر والی چال ہے وہ بہی ملاحظہ فرما دیں دیکہو ستیارتھ صفحہ ۳۵ "جو آدمی غالب الحواس نہیں ہے اسکو وید پر دشٹ کہتے ہیں اسکو باوجود کوشش کرنیکے نہ وید کے گیان نہ ترک دنیا نہ یجتہ نہ نیم اور نہ دہرم پر چلنے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے" پہر دیکہو صفحہ ۹ "جس شخص کو باوجود پڑہنے پڑہانے کے کچہہ بہی حاصل نہ ہو اسکا پڑہنا پڑہانا بے سود ہے" ماسٹر جی ہم کہتے ہیں **غالب الحواس آدمی کو تو پہلے ہی سے کامیابی حاصل ہے** جو **مغلوب الحواس** ہے ۔ اسکو تو وید کامیابی کا منہ نہیں دکہا سکتے پہر یہ کس کام کے ہیں ۔ کیا ان باتوں سے ثابت نہیں ہو گیا کہ آپ کے گرو جی منصف و محقق محض نام کے ہیں ۔ جب غالب الحواس اور دلہارنک آدمی کے سوا اور پردشٹ کو وید کی تعلیم دینا بے سود ہے اور آپ سوامی جی کے اس مقولہ کو بالکل حق سمجہتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا چاہیے ۔ کہ سرسوتی جی مہاراج نے ہدی للمتقین پر اعتراض کرکے نہیں غلطی کہائی ہے اور انہیں انہوں نے تحقیق و انصاف لحاظ نہیں کیا اور بیشک یہ اعتراض انکا انہیں کے قول سے بیہودہ ثابت ہوتا ہے لہذا حسب اصول نمبر ۴ چہوڑ دینیکے لائق ہے مگر امید نہیں کہ سماجی تعلق آپکو اس اقرار کی اجازت دے اگر آپ تعصب سے الگ ہوکر ستیارتھ کو پڑہیں تو سوامی جی کی تحقیق اور انصاف کی حقیقت معلوم ہو کہ سوامی جی دوسروں پر اعتراض کرنے کے وقت کہاں تک اپنے مقرر کردہ اصولوں کی رعایت رکہتے ہیں مثلاً انکو طرف مسلمانوں پر یہہ خفگی ہے کہ انکا خدا کافروں سے دشمنی اور مومنوں سے محبت رکہتا ہے یہہ ٹہیک نہیں چنانچہ یہی مضمون صفحہ ۷۲۶ میں ہے "پرمیشور سے کوئی شئے الگ یا اچہی نہیں اسلئے اسمیں الفت کا ہونا ممکن نہیں اور جو میسر چیز کو چہوڑ دیوے اسکو درکت کہتے ہیں ایشور بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی چیز کو چہوڑ ہی نہیں سکتا اسلئے درکت بہی نہیں" ایسا ہی ایک جگہ اپنے پر انکوں کو سمجہاتے ہیں "چونکہ ایشور سب جگہ موجود ہے اسلئے سب اس کے نزدیک ہیں پس ساییہ مکتی بہی خود بخود حاصل ہے" دیکہو صفحہ ۲۷۱ پہر دوسری طرف وہی خفا ہونی مہرشی اپنے چیلوں میں خوش ہوکر فرماتے ہیں ۔ "چونکہ وہ سب کو محبت کرتا ہے اسلئے پرمیشور کا نام متر ہے" دیکہو صفحہ ۹ "جو دشٹوں کو چہوڑ دیتا ہے وہ پرمیشور راہو ہے" صفحہ ۱۶ "اپاسنا سے برہما ہم (ذات الٰہی) سے وصل اور اسکا عین الیقین ہوتا ہے" دیکہو صفحہ ۲۴۸ "اب برے کاموں اور برے کام والوں پر غضبناک ہیں مجہکو بہی ویسا ہی کیجئے" صفحہ ۲۲۸ ۔ ہم پوچہتے ہیں جب پرمیشور میں الفت نہیں تو وہ محبت کیسے کرتا ہے اور جب بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی کو چہوڑ ہی نہیں سکتا تو دشٹوں کو کیسے چہوڑ دیتا ہے جب ایشور سب کے نزدیک ہے تو پہر اپاسنا سے ذات الٰہی کے ساتہ وصل کیسا کیا ساییہ مکتی کی طرح وصل بہی خود بخود حاصل نہیں ۔ جب وہ نیک کام والوں پر راضی اور برے کام والوں پر غضبناک ہے تو سب کا محبت کرنیوالا ہو اتہا ئے ۔ محبت ۔ دشمنی وصل کے جو معنے آپ لیتے ہیں وہ دوسروں کے لئے کیوں جایز نہیں ۔ ماسٹر صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپکے سوامی جی کا ایک اعتقاد نہیں تعصب یا عدم تدبر کی وجہ سے آپ نے اس بات کو نہیں سمجہا زیادہ تر غور اور توجہ آپ لوگوں کی اس حصہ کلام کیطرف ہے جسمیں سرسوتی مہاراج نے مخالفوں کی تردید اگر آپ ان کے دعاوی کی اپنی قدیمی کتب سے ثبوت ڈہونڈتے یا ان کی متضاد باتوں میں فکر کرتے تو تب آپ دریا توں

سے ایک بات کے ضرور قائل ہو جاتے یعنے ایک یہ کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ دوسری۔ ہاتھی کے دانت دکہانے کے اور کہانے کے اور۔ دیکھو کسطرح آپکے مہرشی بے ایمان مردہ کی قبر کی طرح اپنے عارضی اعتقاد والی عمارت کو ان الفاظ کے رنگ سے رنگین کر رہے ہیں (قرآن کا خدا رحیم ہوتا تو دوسروں کے مروانے کا حکم نہ دیتا ہمارا ایشور تو متر ہے جو سب کو محبت کرتا ہے) اور انکے ذاتی اعتقاد کا خانہ بقول انکے اس بیرحمی سے ویران پڑا ہے اور اندر سے انکے مردہ دل کی عفونت اور بدبو ان الفاظ کی ہوا سے دور دور تک پہیل رہی ہے۔" راجہ کو چاہئے جسطرح بگلا تاک لگا کر مچھلی پکڑنے کے دہیان میں رہتا ہے اسیطرح دو لست جمع کرنیکے خیال میں رہے۔" دشمن کو چاروں طرف سے تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک وغیرہ کو تلف کر دے۔"

الغرض میں نے آپکی خاطر سوامی جی کی اس چال کو خلاصۃً اچھی طرح کہولکر لکھہ دیا ہے کہ شاید آپکو اس امر میں غور کرنا نصیب ہو اور آپ اس دیانندی واک چھل کو سمجھ سکیں اب اپنی توحید کا حال سنئے۔

دیانندی توحید | ستیارتھہ ص۲۶۳ "اے انسان جس سے یہہ مختلف قسم کی **موجودات ظاہر ہوئی ہے** الخ وہ پرماتما ہے اسکو تو جان" ایضاً ص۲۶۳ "جس پرماتما کی **قدرت سے** یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوتی ہیں اور جس سے قائم رہکر آخر کو جسمیں فنا ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے جاننے کی خواہش کر" ایضاً ص۲۶۳

"اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں (موجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آئندہ پیدا ہونے والے جہان کا ایک لاثانی مالک پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تھا اور جس نے زمین سے لیکر سورج تک ساری **کائنات کو پیدا کیا**" اس عبارت منقولہ میں جہاں لکیر کہنچی گئی ہے نظر کرنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی توحید کے مسئلہ میں اہل اسلام سے متفق ہیں ایسا ہی وہ اپنی کتاب رگوید ادی بہاشیہ بہومکا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پرماتما ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ کتاب مذکورہ کے ص۱۱۵ میں اس وید منتر (تب نہ است (نیستی) تہی نہ است (ہستی) نہ رج (پرمانو یعنے ذرہ) تہا) کی تفسیر اسطرح فرماتے ہیں "اس وقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں۔ وہ بہی نہ تہی **اور نہ پرمانو تہے**" پہر دیکھو اردو بہومکا ص۱۱۶ "وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہ ہی اس کائنات کو اپنی **قدرت سے** بناتا ہے"

پہر دیکھو بہومکا ص۱۲۸ "اسی طرح اگنی کے اس پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو **اپنی قدرت** سے پیدا کیا۔"

دیکھو ماسٹر جی آپکے پیشوا اس جگہ تو بڑے زور سے بہ آواز بلند کہہ رہے ہیں کہ پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تہا اسوقت نہ پرکرتی تہی اور نہ پرمانو بلکہ اسی نے اپنی قدرت سے پرکرتی وغیرہ کو پیدا کیا یہی آواز ہے جسکو سنکر آپ لوگ بزعم خود بت پرستی سے نکل اپنے آپ کو موحدین کے زمرہ میں شامل سمجھتے ہیں اور دل میں خیال کر لیا کہ سرسوتی جی مہاراج نے توحید کا وہ خزانہ جو وید کی پرانی عمارت کے نیچے مدفون تہا جسکا پتہ بڑے بڑے مہا رشیوں کو بہی نہیں لگا نکالکر آج ہمارے سامنے رکہدیا ہے اور اس دولت عظیمہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دی اور بہت سے آریہ ورت کے گہروں کو جو شرک اور بت پرستی کے قحط سے ویران ہو چکے تہے آکر آباد کیا ہے۔

سو مہربان من آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے آپ لوگ سوامی جی کے اس دعوے کو دو کر سب کچھہ پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے" مٹہاس سمجھہ کر چیونٹیوں کی طرح چمٹ گئے حالانکہ اس مٹہاس میں نفس توحید کو ہلاک کرنے والی سخت سم قاتل ملائی گئی ہے جس سے لاکہوں انسان تباہ ہو رہے ہیں اور اس سرب شکتیمان پرمیشور کی قدرت اور اس لاثانی ازلی شیش پرماتما کی واحدانیت کے نابود کرنے میں آپکے اس گندم نما اور جو فروش پنڈت نے کچھہ کسر نہیں چھوڑی اور ایک جہوٹی اور کہوٹی متاع کو راستی اور سچائی کے ملمع سے آراستہ کرکے ناواقف لوگوں کو دہوکہ دیا ہے جو سنسکرت جانتے ہیں کہ سوامی جی کے اقوال کی پڑتال کر سکیں اور نہ دوسرے مذاہب سے خبر ہے جو سچ جہوٹ معلوم ہو اور نہ ہی گرو جی کی اس رمز کو (کہ اعتقاد دو قسم کا ہونا چاہئے) سمجھنے کی لیاقت ہے اسلئے میں محض اس محبت کے جوش سے جو مجھکو آپ لوگوں سے ہے یہہ تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ کو سنسکرت یا عربی پڑھکر تحقیق کرنے کی فرصت نہیں تو کیا آپ سے اتنا بہی نہیں ہو سکتا کہ ستیارتھہ کو ہی (جسے آپ بے نظیر کتاب سمجھے بیٹھے ہیں) غور اور تدبر سے دیکھنا شروع کریں اور سوچیں کہ یہہ کیا وجہہ ہے جو سوامی جی کا کہیں سناتنیوں اور ویدانتیوں سے اتفاق ہے کہیں ناستک مت والوں کے خیالات کا اشتیاق۔ الغرض ہر بات میں دورنگی و نفاق ہے۔ توحید کی نسبت سوامی جی کا جو عارضی اعتقاد تہا وہ تو سن چکے اب انکا ذاتی اعتقاد دیکھئے ستیارتھہ ص۲۲۶

"سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب نہیں وہ اناوی (ازلی) ہے۔ سوال ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں۔ **جواب** ایشور جیو۔ اور عالم کی علت (مادی) یہہ تینوں چیزیں ازلی ہیں الخ مادہ۔ جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یہی تین ساری کائنات کی علت ہیں۔ ایضاً ص۲۲۶ ہی ست رد پ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے گویا است (نیست) ہی تہا اور جیو آتما۔ برہم۔ اور مادہ میں لین (جذب) ہوکر موجود تہا" لو صاحب آپکے پیشوا تو دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور کسطرح عوام کو گمراہ کرنیکے لئے واک چہل سے کام لے رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا دہوکہ اور فریب ہوگا سوامی جی زبان سے تو یہہ تعلیم دیں کہ "اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی اسکو تو جان" اور دل میں یہہ یقین ہو کہ اس سارے عالم کے تین مظہر ہیں جیو آتما۔ برہم اور مادہ بلکہ برہم کو دوسرے نمبر پر رکہا ہے۔ بازار میں تو یہ وعظ سنا دیں کہ اے لوگو! اس لاثانی ازلی پرماتما کی پرستش کرو جو اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تہا اور گہر میں یہ بت دہرے ہوں کہ ہم خود ازلی ہماری صفات افعال خواص ازلی پہر ازلی وجود اپنے ہمرتبہ وجود کے کیوں تابع ہو سوامی جی کو علم مناظرہ میں اچہی مہارت تہی انہوں نے سوچ لیا کہ یہہ جو رگوید میں پرماتما ہمپر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے "میں ایشور سب سے پہلے موجود ہوں سو یہ استدلال آپکا جناب کی فضیلت کا مثبت نہیں اور نہ اس دلیل سے آپ پرستش کے مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح تو ازلی ہے اسی طرح ہم بہی ازلی ہیں جیسے تیری صفات وغیرہ (انادی) ہیں ویسے ہی ہماری صفات افعال خواص بہی انادی ہیں پر آپ کس واسطے ہمارے سامنے ایسی دلیل کو پیش کرتے ہیں جسکا بجز سکوت آپکے پاس کوئی جواب نہیں ہاں ایک عذر ہے کہ آپ ہمپر حکمران ہیں لیکن یہہ عذر بہی قابل سماعت نہیں کیونکہ جب جناب ہمارے خالق نہیں ہم اور ہمارے خواص وغیرہ ازلی ہیں تو پہر ہماپ چہاپ نہ چہوڑا۔ ایشور جی یہ آپ کی زبردستی ہے۔ لہذا اے ہمارے مترو! میں آپکو آگاہ کرتا ہوں کہ مہرشی سرسوتی سوامی جی مہاراج کے ان کلمات کو (پرماتما ازلی ہے اس کے پہلے نہ پرکرتی تہی نہ پرمانو) سنکر جہٹ سنیاسی صاحب کے پیچہے ڈاڑہی موچہہ منڈا چل پڑنا اچہا نہیں کچھہ سوچ بچار بہی کرنی چاہئے۔ کہ جس صفت سے پنڈت صاحب ایشور کو موصوف سمجھتے ہیں اور اقرار بہی کرتے ہیں کہ وہ ازلی اور سب کائنات کا (جسمیں جیو مادہ بہی داخل ہے) پیدا کرنے والا ہے تو پہر اسی صفت کے ساتھہ جیو مادہ کو موصوف سمجھہ کر کیوں ایشور کی ازلیت میں انکو شریک ٹہیراتے ہیں اور کس منہ سے ایشور کے نام کے ساتھہ لاثانی۔ ازلی۔ الفاظ کو ملایا جاتا ہے مگر جس قوم کو نیوگ جیسی گندی اور ناپاک تعلیم سے شرم نہیں آتی انکو ایسی باتوں سے کب حیا ہے پنڈت دیانند نے جابجا ستیارتھہ میں جیو اور ایشور کو ایک جیسا مانا ہے۔ دیکھو ستیارتھہ ص۲۵۱ "جیو اور ایشور دونوں بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دہارمک وغیرہ ہے ایضاً ص۲۷۵ پرمیشور اور جیو دونو ذی شعور اور جنیں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہے۔ ستیارتھہ ص۲۴۲ جیو کبہی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے" اب منصف ہوکر بتائیے مولف ستیارتھہ نے ایشور اور جیو کو برابر مانا ہے یا نہیں غور کرو الفاظ۔ چیتن۔ پاک۔ غیر فانی۔ دہارمک۔ یکساں ازلی پہر اور لفظ وغیرہ سے یہ سمجہا دیا کہ ایشور میں جو باقی صفتیں ہیں انہیں بہی جیو شریک ہے۔ اب جیو کے ایشور رہنے میں کچھہ فرق رہگیا اگر ہے تو اور سنئے ستیارتھہ ص۳۲۵ "جیو بوجہہ چیتن ہونیکے خود بخود بہ مثل ہمرشتہ ہے اسلئے سایج مکتی بہی حاصل ہے" پورانک لوگ ایشور کے ساتھہ چہوٹے بہائی کیطرح بسر اوقات کرنے کو سایج مکتی کہتے ہیں۔ اسپر مولف ستیارتھہ فرماتے ہیں کہ جیو بوجہہ چیتن ہونیکے ایشور کا چہوٹا بہائی ہے اسلئے پورانکو نکی مکتی خود بخود حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جیو چہوٹا بہائی ہے اور ایشور بڑا آفریں اے توحید کے مدعیو! تمنے تو عیسائیوں اور پورانکو کے منہ پر ہاتہہ پہیر دیا عیسائی تو صرف ایک خاص مقدس جیو کی نسبت خدا سے رشتہ تسلیم کرتے ہیں (وہ بہی بیٹا ہونے بخلاف بہائی کے جو اپنے حقوق جبراً بہی لے سکتا ہے۔ یعنے باپ بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم اور لاوارث ٹہیرا سکتا ہے لیکن بہائی اپنے حصہ کو نہیں چہوڑ سکتا) اور آپنے تو تمام جیوں کو ایشور کا رشتہ دار بنا دیا۔ جب آپکے مذہب میں کتے گدہے سب جیو ہیں تو نعوذ باللہ حسب اعتقاد آپکے یہہ سب ایشور کے چہوٹے بہائی ہوئے پہر چوڑہے چمار وں سے کیوں نفرت کرتے ہو کیونکہ جس شخص میں